ماہنامہ معارف کی ادبی خدمات

ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی

علامہ شبلی کے پیش نظر جو علمی و ادبی منصوبے تھے ان میں ایک ماہانہ رسالہ معارف کا اجرا بھی تھا۔ اس کا وہ ایک خاکہ بھی تیار کر چکے تھے مگر زندگی نے وفا نہ کی اور وہ اسے شائع نہ کر سکے۔ ان کی وفات کے تقریباً ۲ سال بعد ان کے جانشین مولانا سید سلیمان ندوی نے جولائی ۱۹۱۶ء میں دار المصنفین (شبلی اکیڈمی) اعظم گڑھ سے ماہنامہ معارف جاری کیا۔ اس وقت سے اب تک معارف مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ ۱۸۹ جلدوں اور ۱۱۹۹ شماروں پر مشتمل ماہنامہ معارف کی حیثیت انسائیکلوپیڈیا سے کم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم و ادب اور ارباب کمال نے اس کی علمی، ادبی، تاریخی اور تنقیدی اہمیت کا ہر دور میں اعتراف کیا۔ علامہ اقبال نے لکھا کہ یہی تو ایک رسالہ ہے جس کے پڑھنے سے حرارت ایمانی میں ترقی ہوتی ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے فرمایا کہ یہی تو ایک پرچہ ہے باقی ہر طرف سناٹا ہے۔

علامہ شبلی نے معارف کے متعدد مقاصد میں ایک بنیادی مقصد شعر و ادب اور تحقیق و تنقید کی خدمت قرار دیا تھا۔ چنانچہ اس کے آغاز ہی سے اس کے مدیروں نے ادبی و تنقیدی نگارشات کو اہمیت دی۔ خوش قسمتی سے اس کے تمام مدیر اہل ذوق اور شعر و ادب کے نکتہ شناس تھے اس لئے دوسرے علوم و افکار کے ساتھ شعر و ادب کو فوقیت دیتے رہے۔ تقریباً ایک صدی پر محیط ماہنامہ معارف کی ادبی خدمات کو اگر موضوع کے لحاظ سے مرتب کیا جائے تو ادب کے مختلف گوشوں اور پہلوؤں پر پچاسوں کتابیں معرض وجود میں آسکتی ہیں اور ان کی حیثیت کسی درجہ کم نہ ہوگی۔

جولائی ۱۹۱۶ء سے اب تک معارف کے صفحات میں اردو کے مشاہیر شعراء کی اہم شعری تخلیقات نظمیں، غزلیں، قطعات وغیرہ شائع ہو کر نہ صرف ان کی شہرت و عظمت میں اضافے کا باعث بنیں بلکہ اہل ذوق کو شاد کام بھی کیا۔ ان میں علامہ اقبال، اکبر الہ آبادی، اقبال سہیل، عبد السلام شمیم، مرزا احسان احمد، سجاد انصاری، جگر، اصغر، فانی، فراق، حسرت، یحییٰ اعظمی، نشور واحدی، روش صدیقی، چندر پرکاش جوہر بجنوری اور جگن ناتھ آزاد وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ جگن ناتھ آزاد کی مشہور نظم ”بھارت کے مسلماں“ کے جواب میں اسد ملتانی نے جو معرکۃ الآرا نظم بطور شکریہ لکھی تھی وہ معارف ہی کے ذریعہ منصۂ شہود پر آئی۔

شعری ادب کے مقابلے میں معارف نے نثری ادب کی زیادہ خدمت انجام دی۔ اردو کے نامور ترین ادیبوں اور نقادوں کی تحریروں کا ایک بڑا سرمایہ معارف کے صفحات میں محفوظ ہے۔ حالی، شبلی، ڈپٹی نذیر احمد اور منشی ذکاء اللہ کے علاوہ سید سلیمان ندوی، عبد السلام ندوی، عبد الماجد دریابادی، مہدی افادی، سید عبد اللہ، نصیر الدین ہاشمی، شاہ معین الدین احمد ندوی، سید صباح الدین،

عبدالرحمن، اثر لکھنوی، ابواللیث صدیقی اور متعدد دوسرے اہل قلم کی ادبی وتنقیدی کاوشوں کی اشاعت کا سہرا بھی معارف ہی کے سر ہے۔ اسی طرح تحقیق وتنقید کے میدان میں اردو کے نامور محققین مثلاً قاضی عبدالودود اور امتیاز علی عرشی وغیرہ نے معارف کے صفحات میں داد تحقیق دی، جس سے نہ صرف ان کی عظمت کا اعتراف ہوا بلکہ اردو کے تحقیقی ادب میں بھی گراں بہا اضافہ ہوا۔

لسانیات کو اب ایک مستقل اور اہم موضوع کی حیثیت حاصل ہے لیکن تقریباً ایک صدی قبل اسے وہ حیثیت حاصل نہیں تھی جو آج ہے۔ اس لحاظ سے معارف اور معارف کے اہل قلم انتہائی قابل ستائش ہیں کہ ایک صدی قبل لسانیات کے مختلف گوشوں مثلاً رسم خط کی اجمالی تاریخ، ہندوستان کی مختلف زبانیں، اردو املا، یورپی الفاظ واعلام کا اردو املا، لسانی مسائل، پرانے لفظوں کی نئی تحقیق، سرگذشت الفاظ وغیرہ موضوعات پر گراں قدر مقالے معارف میں شائع ہوئے جن کی بدولت لسانیات کے مختلف پہلوؤں کے مطالعہ وتحقیق کا آغاز ہوا۔ ان تحریروں کو اگر یکجا کر دیا جائے تو نہ صرف لسانیات میں معتدبہ اضافہ ہوگا بلکہ بعض نئی بحثوں کو ازسرِنو سمجھنے میں بھی مدد ملے گی۔

اردو کی ہمہ گیری کے ذکر کے ساتھ دیگر زبانوں کے اثرات مثلاً اردو پر پنجابی، سندھی، افغانی، پرتگالی ترکی وغیرہ کے اثرات کی نشاندہی پر مشتمل مضامین ومقالات بھی معارف میں شائع ہوئے اور جن کو معارف کے علاوہ دوسرے معاصر ادبی رسائل میں معارف کے بعد جگہ ملی۔ اس نوعیت سے بھی معارف نے اردو کی بڑی خدمت انجام دی۔

موضوع کے لحاظ سے اردو کے خزانے کا سرمایۂ ناز غالبیات واقبالیات خیال کئے جاتے ہیں، معارف کے صفحات میں غالب، اقبال اور ابوالکلام آزاد کے فکر وفن اور ان کے لازوال کارناموں کے جائزے پر مشتمل ایک بڑا ادبی ذخیرہ محفوظ ہے، جس میں غالب واقبال شناسی کیلئے اس سرمایہ کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔

تذکرہ نگاری اور اردو شعراء کے قدیم تذکروں کی افادیت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ معارف میں نہ صرف متعدد شعراء کے تذکرے شائع ہوئے بلکہ قدیم تذکروں کی اہمیت اور افادیت پر تنقیدی مضامین بھی لکھے گئے، جس سے نہ صرف اردو کی وسعت وہمہ گیری میں اضافہ ہوا بلکہ تنقید، تحقیق اور اسلوبیاتی مطالعے کو پروان ملی چونکہ معارف کی اشاعت کی مدت طویل ہے۔ اس لئے یہ خدمت بھی معارف نے معاصر ادبی رسائل کے مقابلے میں زیادہ انجام دی۔

اردو کے پچاسوں شعراء کے حالات، شاعری اور فکر وفن کے علاوہ وفیات کے ضمن میں سیکڑوں ادیبوں، شاعروں اور نقادوں اور علماء کی وفات پر ماتمی تحریروں میں ان کی شخصیت اور خدمات کو بھی اجاگر کیا گیا۔

معارف کا ایک کالم آثار علمیہ ہے۔ اس کے تحت اب تک اردو ادب کے اساطین کے نایاب خطوط اور نادر تحریروں کو شائع کر کے معارف نے ایک ایسا ادبی خزانہ اپنے صفحات میں محفوظ کر دیا ہے جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

اجراء سے لے کر اب تک معارف نے مختلف نشیب وفراز اور حالات کے سرد وگرم دیکھے۔ اردو زبان وادب کے میدان میں افکار ونظریات کی یورش دیکھی۔ اردو کیلئے مختلف تحریکیں برپا ہوتی دیکھیں، مختلف تنظیمیں اور ادارے قائم ہوئے، متعدد افراد نے نجی اور ذاتی طور پر خدمت اردو کا بیڑا اٹھایا، ان تمام کوششوں اور کاوشوں کی آواز بازگشت معارف کے شذرات میں محفوظ ہے۔

دراصل معارف ہماری ادبی تاریخ کا ایک بنیادی ماخذ ہے۔اس سے استفادہ کئے بغیر یقیناً ہماری ادبی تاریخ نامکمل تصور کی جائے گی۔

بیسویں صدی میں اردو کے سیکڑوں اخبارات اور رسائل و جرائد نکلے اور اپنے اپنے علاقوں اور حلقوں میں مقبول رہے۔ان کا ذکر بھی معارف میں محفوظ ہے۔معارف سے ان کی سنہ وار فہرست تیار کی جاسکتی ہے۔تقریباً ایک ہزار اخبارات و رسائل کے نام، ان کے مدیروں کے نام، سنہ اشاعت اور مقام اشاعت وغیرہ کی تفصیلات معارف کے اوراق پر ثبت ہیں۔ یہ خود بجائے ایک بڑی ادبی خدمت ہے۔مولانا عبدالماجد دریابادی نے سچ لکھا ہے کہ ''آئندہ مورخ کا قلم جب ہندوستان کی علمی و دینی صحافت کی تاریخ لکھے گا تو اسے معارف کو چاروناچار ایک بلند و ممتاز مرتبہ اور ایک سنگ میل کا امتیاز دینا ہوگا اور بتانا ہوگا کہ اس شمع نے کتنے اندھیرے گھروں میں اجالا پھیلایا اور پھر اس ایک چراغ سے کتنے چراغ اور جلائے گئے''

ماہنامہ معارف میں روز اول ہی سے مطبوعات جدیدہ پر تنقید و تبصرے کا اہتمام رہا ہے۔اب تک پانچ ہزار سے زیادہ علمی، ادبی، تنقیدی، تعلیمی اور تاریخی کتابوں پر نقد و تبصرہ لکھا جاچکا ہے۔انہیں تاریخ وار مرتب کیا جائے تو تصنیف و تالیف کی تاریخ سامنے آجائے اور اگر وضاحتی کتابیات مرتب کی جائے تو مجلدات تیار ہو جائیں۔ہماری ادبی تاریخ میں اس قدر وسیع ذخیرہ ادب کسی اور رسالے کے صفحات میں شاید ہی موجود ہو۔

معارف کا ایک ادبی امتیاز یہ بھی ہے کہ اس نے ابتدا ہی سے ایک خاص ادبی اسلوب و انداز تحریر اختیار کیا جس پر وہ اب تک قائم ہے۔سیکڑوں اہل علم کی تحریریں معارف میں شائع ہوئیں، لیکن حسن انشا کی دلآویزی اور ادب و تحقیق کی رعنائی کا جوہر ہمیشہ قائم رہا، حتی کہ غیر ادبی موضوعات میں بھی اس دلکشی کا خیال رکھا گیا۔غرض اردو ادب کا شاید ہی کوئی ایسا پہلو ہو جس پر معارف کے اہل قلم نے قلم نہ اٹھایا ہو۔بلاشبہ معارف تاریخ ادب اردو میں ایک سنگ میل ہے، جس کی عظمت کا ہمیشہ اعتراف کیا جاتا رہے گا۔